پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

احرار اور موجودہ سرمایہ دارانہ نظمِ معیشت

آج بھارت اور پاکستان کو قائم ہوئے ۵۹/۵۸ برس ہو چکے ہیں۔ لیکن غریب نہ تو بھارت میں خوش ہیں اور نہ ہی پاکستان میں آسودہ حال۔ ان دونوں ملکوں میں آج بھی وہی صورتحال ہے جو قیام پاکستان سے پہلے تھی۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو اس سے بھی بدتر۔ کبھی کسی نے سوچا کہ ایسا کیوں ہے؟ محض اس لیے کہ دونوں ملکوں میں عنانِ حکومت مجموعی طور پر سرمایہ پرست لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ دونوں ملکوں کے اندر ''نظریۂ انفرادیت'' کے تحت سارا نظام حکومت چلتا ہے۔ اور جمہوریت اس نظریۂ انفرادیت کے تحت قائم ہونے والے نظام کا سیاسی لازمہ ہے۔ جو کہنے کو عوام کی حکومت کہلاتی ہے لیکن دراصل سرمایہ داروں کے ہاتھ میں وہ تیغِ کارزاری ہے جس کے ذریعے غریب اور مفلس انسانوں کی تمناؤں کا خون ہوتا ہے۔ یہ انگریز کا عطا کردہ ایسا نظامِ حکومت ہے کہ جس میں غریب آدمی کی حالت کبھی سدھری ہے اور نہ اس کے سدھرنے کی کوئی توقع ہے۔ یہ ایک خوبصورت اور دل آویز دھوکا ہے جو برطانوی شاطر جاتے ہوئے ہمیں دے گئے ہیں۔ کہنے کو تو یہ ''عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام کے لیے'' ہے۔ لیکن جمہوریت کے اس سارے کھیل کو اگر بغور دیکھا جائے تو یہ سرمایہ داروں کی حکومت، سرمایہ داروں کے ذریعے' سرمایہ داروں کے مفاد کے لیے قائم ہوتی ہے۔ احرار اس نظامِ حکومت کے اسی لیے خلاف ہیں کہ اس کے تحت غریب لوگوں کے مسائل کا حل ممکن ہے اور اللہ کی حاکمیت کے قیام کی کوئی صورت نظر آتی ہے۔ خود پاکستان کے آئین میں اللہ کی حاکمیت کا اعلان اس لیے بے اثر ہو کر رہ گیا ہے کہ آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت عوامی نمائندوں کے ذریعے قائم کی جانے کی شرط موجود ہے۔ اب اگر عوامی نمائندوں کا اپنا کاروبار زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق نہیں تو وہ ایک ملک پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کیا قائم کریں گے؟ بقولِ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

> ''جو لوگ اپنی ڈھائی من کی لاش اور چھے فٹ کے قد پر اسلام نافذ نہیں کر سکتے۔ جن کا اٹھنا بیٹھنا، چال چلن، لین دین، وضع قطع، شکل وصورت غرضیکہ زندگی کے معمولات کا کوئی حصہ اسلام کے مطابق نہیں تو وہ ایک ملک پر اسلام کی حکومت کیا قائم کریں گے۔ یہ ایک فریب ہے اور ہم یہ فریب کھانے کے لیے تیار نہیں۔''

احرار اپنے یوم تاسیس سے لے کر آج تک اپنی اس بات پر بڑی شدّت کے ساتھ قائم ہیں کہ ایسے نظام کی تردید میں اپنا پورا زور صرف کر دیں گے۔ جس میں نہ غریبوں کے مفادات کا تحفظ ہے نہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا کوئی تصور ابھرتا ہے۔ احرار' مسلم لیگ نزاع اور اختلاف کا اصل سبب قیام پاکستان سے پہلے اور بعد بھی احرار کا یہی سچا اور کھرا موقف ہے جسے مسلم لیگ کا سرمایہ پرست مزاج قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ کیونکہ سرمایہ پرستوں کے وارے نیارے اسی نظام

جمہوریت کی وجہ سے ہیں۔ جبکہ احرار اس بات پر سختی کے ساتھ قائم ہیں کہ اسلام میں ملکیت اور سرمایہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ وسائل دولت پر کسی فردِ واحد کو نہ تصرّف حاصل ہے اور نہ کسی جماعت کو۔ بلکہ یہ حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ اسلام نے سیاست اور معیشت کے میدان میں واضح طور پر بنیادی اصولوں کی نشاندہی کر دی ہے۔ جن کے تحت سیاست میں حقیقی حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے اور اسی طرح وسائل معیشت بھی اللہ کے ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کُل مخلوق کی معاشی بہتری کے لئے استعمال ہوتے ہیں نہ کہ ایک مخصوص جماعت کے لیے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اُٹھاتا ہے سحاب
کون لایا کھینچ کر پچھّم سے بادِ ساز گار
خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھائی ہے خوئے انقلاب
دِہ خدا یہ زمین تیری نہیں ، تیری نہیں
ترے آبا کی نہیں ، تیری نہیں ، میری نہیں

(اقبالؔ)

دین اسلام محض معاشرتی زندگی یا انسان کی سیاسی زندگی کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام نہیں دیتا۔ بلکہ اقتصادی زندگی میں بھی ایسے بنیادی اُصول ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر ہم نہ صرف اپنے اقتصادی حالات کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ اپنی معاشرتی اور سیاسی زندگی کو بھی سنوار سکتے ہیں۔ اقتصادیات' کتاب زندگی کا اہم باب ہے جو زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ہماری اخلاقی زندگی پر بھی اس کا شدید اثر پڑتا ہے۔ اس لئے اقتصادیات کو نظر انداز کر کے زندگی کے کسی شعبے میں بھی انسان اطمینان حاصل نہیں کر سکتا۔

قیام پاکستان کا ایک عظیم مقصد مسلمانوں کی اقتصادی ترقی اور معاشی خوش حالی بھی ہے۔ پاک و ہند کے مسلمان ہندو جاگیردار اور ہندو بنئے کی گرفت میں معاشی طور پر جکڑے ہوئے تھے۔ احرار نے اس گرفت کو ڈھیلا کرنے کے لئے ریاست کپورتھلہ میں تحریک شروع کی تھی جسے ہندو اور مسلمان سرمایہ پرستوں کے عدم تعاون نے محض زمینداروں کی تحریک بنا کے رکھ دیا۔ ان حالات سے نجات حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں نے تحریک پاکستان کا ساتھ دیا تاکہ اسکے نتیجہ میں ایک ایسا معاشرہ قائم ہو سکے جسکی معاشی و اقتصادی ترقی کو اسلام کے معاشی اصولوں کے مطابق ترتیب دیا جائے چنانچہ اسلام کے معاشی اصولوں کو عملی طور پر ایک خطۂ زمین پر نافذ کر کے ''نظریۂ انفرادیت اور نظریۂ اشتراکیت'' کے علمبرداروں اسلام کے معاشی اصولوں اور معاشی نظام کی عظمت قائم کرنا بھی پاکستان کے بنیادی مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد ہے۔

احرار اس حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہوئے کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتے کہ اسلام کے سیاسی نظام کی کامیابی کا انحصار بھی اسلام کے معاشی اصولوں پر عمل کرنے پر ہی ہے۔ اسلام کے معاشی اصولوں کو پسِ پشت ڈال کر یا انہیں فراموش کر کے اسلام کے سیاسی اصولوں کے نفاذ کی بات کرنا دراصل اسلامی نظام حکومت (حکومت الٰہیہ) کو ناکام بنانے کی ایک ناپاک سازش اور کوشش ہے۔ جس کی مخالفت کرنا مجلس احرار اسلام اپنا دینی فریضہ سمجھتی ہے۔ مفکرِ احرار چودھری افضل حق

رحمتہ اللہ علیہ اپنی معروف کتاب ''دین اسلام'' میں سرمایہ دارانہ نظام معیشت (جو نظریۂ انفرادیت کا معاشی حصہ ہے) پر اپنے خیالات کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

''اسلام دنیا میں عادلانہ اور مساویانہ نظامِ حکومت پیش کرتا ہے۔ وہ سرمائے کو سوائے بیت المال کے اشخاص کے ہاتھ میں اکٹھا نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس لیے سود کی حرمت اور جمع زر کی مذمت کرتا ہے۔ قرونِ اولیٰ میں اگر کوئی مسلمان سرمایہ دار نظر آتا ہے تو وہ انگریزی زبان کے مطابق ایسی استثناء ہے جو عام قانون کو ہی ثابت کرتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرمایہ داری آج کل کی سرمایہ داری کی طرح بے راہ رو سرمایہ داری نہ تھی۔ بلکہ اُن کی زندگی سرمایہ داری کے باوجود ایک عام عربی کی زندگی تھی۔ اُنہوں نے خرچ میں کوئی امتیاز نہ رکھا تھا۔ وہ اپنے مال کا اپنے آپ کو امین سمجھتے تھے۔ اس لئے مجال ہے کہ کبھی اسراف کیا ہو اور دنیا کی زینت فراہم کرنے کے لئے خرچ اُٹھایا ہو۔ اُن کا مال سوائے جماعتی اور قومی کاموں کے کہیں خرچ نہ ہوتا تھا۔ مزدور کا پہلے خون نچوڑنا اور سود لینا پھر اس کا ایک حصہ عوام پر خرچ کر کے مخیّر کہلانا مذموم فعل ہے۔ پہلے مزدوروں اور کسانوں کو بھوکا مرتے دیکھنا پھر مرنے پر کفن ڈالنا رحم دلی نہیں اپنے سرمائے کا بے وقت اظہار ہے۔ ایسی خیرات کو بند کرنے کے لیے بیت المال کو مضبوط کرنا سب سے بڑی نیکی ہے تاکہ ملک میں مساوات قائم کرنے کی باتیں مضبوط ہوں اور حاجت مند بطورِ حق بیت المال سے درد حاصل کریں۔

سونے کے گڑوے میں آبِ زم زم ڈال دیں۔ اگر پیندے میں چھید ہوگا تو پانی سارا بہ جائے گا۔ سرمایہ دارانہ نظام میں اسلام چھدا ہوا برتن ہے۔ اگر سونے چاندی کے پہاڑ بھی مسلمانوں کے حوالے کر دیئے جائیں تو بھی وہ ایک دن افلاس کی موجودہ حالت کو پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ اُن کا سارا لٹریچر، زر کے لالچ سے بے نیاز ہونے کا درس دیتا ہے۔ اور عام مسلمانوں نے مذہب میں اُن کی ہی لیڈری قبول کی ہے کہ جن کے گھروں میں چور، دن کو بھی آ کر مایوس جاتے ہیں۔ جن کا بادشاہوں اور امیروں کے لٹریچر میں کہیں ذکر نہیں۔ ایسی تعلیم اور ماحول مسلمانوں کو بڑے بنکوں، انشورنس کمپنیوں کو چلا کر امیر بننے پر زور دینا، عربی پڑھا کر سنسکرت کے اعلیٰ امتحان میں کامیاب بنانے کی امید دلاتا ہے۔ پختہ رائے یہی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مسلمان ہمیشہ ماہی بے آب اور طائرِ بے ہوا رہے گا۔ وہ صرف ایسے نظامِ حکومت میں آسودہ رہ سکتا ہے۔ جو کامل اقتصادی بنیادوں پر قائم ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے مکاشفہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ایک دفعہ مجھے دربارِ اقدس میں حاضری کا شرف ہوا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ موجودہ دور میں نظامِ حکومت کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا:

''عادلانہ نظامِ حکومت قائم کرنے سے پہلے سب سے اہم فریضہ یہ ہے کہ انقلاب پیدا کر کے موجودہ دور کے تمام نظام ہائے حکومت کو درہم برہم کر دیا جائے۔'' ''**فک کل نظام**''

روح کی رفعتوں سے ناواقف خواہ مکاشفات کا مذاق اُڑائے۔ عقل تاریخی شہادت کی بنا پر رسول پاک ﷺ سے کسی مشورے کی امید نہیں رکھ سکتی۔ اگر چودہ سو سال پہلے غریبوں کو حکومت پر حاوی کرنے والا نبی ﷺ ہمارے درمیان

آ جائے تو پھر یقیناً دنیا کے سرمایہ دارانہ نظام کو درہم برہم کرنے میں اپنی جوانی کی ساری بہاریں قربان کردے اور تمام اُمور میں خلیفہ وعمال حکومت اور رعایا کے حقوق یکساں کردے۔ کیونکہ مساوی نظام کے بغیر عدل قائم ہی نہیں ہوسکتا۔ مگر اس نقطہ کو وہ نہیں سمجھ سکتے جنہوں نے مفلسی کا جائزہ نہیں لیا۔ افلاس زدہ اولاد کے غمگیں چہروں پر نگاہ نہیں کی۔ پس وہ عبادت کھرا سونا ہے جو دل میں مخلوقِ خدا کے لئے رحم پیدا کرے اور پھر خدمت کے لئے بے پناہ جذبے کی تحریک پیدا کرے۔ خدمت خلق اور رحم کی بہترین صورت عادلانہ اور مساویہ نظام حکومت ہے۔ دنیا کی صعوبتوں کا علاج' عبادت کا حاصل اور خدمت انسانی کی اجتماعی صورت کو سمجھ کر قائم کیا گیا ہے۔ اس لیے ایسا نظام قائم کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ اس میں جو حصہ لے گا' اس کے لیے مال وجان کی قربانی کرے گا وہ خدا کا محبوب ہوگا۔ یاد رکھو خود غرضی اور انانیت وہ شیطانی جذبات ہیں جو بدمعاشی کو قبول کرنے والے دلوں میں ہی نہیں پیدا ہوتے بلکہ نیک آدمیوں کے دلوں کو مسخر کر کے اندر آ گھستے ہیں

سرمایہ داری ان دونوں رذیل جذبوں کی پروردگار ہے اس سے خود بچنا اور دوسروں کا بچانا خدا کی عبادت اور مخلوق کی بہترین خدمت ہے۔ اس کی صحیح صورت دنیا میں مساویانہ نظام ہے۔ غیر مساویانہ یعنی سرمایہ دارانہ نظام میں شیطان جگہ جگہ دامِ فریب پھیلائے رکھتا ہے۔ اسلام مساوات کا پیغام ہے۔ غیر مساوی نظام اسلام سے کھلا جنگی اعلان ہے اس لئے ہمارے مذہبی لٹریچر میں شہنشاہوں، سرمایہ داروں کی کوئی جگہ نہیں۔ سرمایہ داری کی مذمت میں قرآن نے تکرار سے بیان کیا ہے۔ باوجود یہ کہ مسلمان اس کی نفرت سے بے پرواہو گیا۔ آج ہم دنیا کو کس زبان سے یقین دلائیں کہ ہماری عبادات اور مذہبی رسومات کا مقصد دنیا میں ہر خاندانی اور لسانی امتیازات شیطان کا فریب ہیں' ان سے مسلمانوں کو بچانا جہادِ اکبر ہے۔

(''دین اسلام'' چودھری افضل حقؒ ۔ص ۲۰۴ تا ۲۰۷)

مفکر احرار چودھری افضل حقؒ کی اس تحریر کا حرف حرف مجلس احرار اسلام کا معاشی منشور ہے۔ یہ تحریر موجودہ معاشرے کے معاشی انحطاط کی عکاسی کرتی ہے۔ حالانکہ مفکر احرار چودھری افضل حقؒ قیام پاکستان سے ایک عرصہ قبل ۱۸ جنوری ۱۹۴۲ کو وفات پا گئے تھے۔ اس تحریر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل دل اور اہل بصیرت جانتے ہیں کہ جس کام کی بنیاد اسلام نہیں ہوگی اس میں کیا کیا قباحتیں پیدا ہوں گی۔ پھر نظام سرمایہ داری تو انسان کے تمام اوصاف چھین لیتا ہے۔ روپیہ اکٹھا کرنے کی دھن انسانوں کو انسان نہیں رہنے دیتی بلکہ حیوان بنا دیتی ہے۔ بھلا ایسے افراد کی موجودگی میں معاشرے کے اندر کیا اسلامی خوبی پیدا ہوسکتی ہے؟ جہاں حرص وہوس کے بندے غریب و نادار لوگوں کی جائز اور ضروری خواہشات پر اپنے اقتدار کا تخت سجاتے ہوں' اور اسے عوامی اور جمہوری حکومت کا نام دیتے ہوں' اس سے بڑا فریب شاید دنیا کی تاریخ میں کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتا اور یہ سب کچھ نظام سرمایہ داری کا کارنامہ ہے جو قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک بھارت اور پاکستان میں جاری ہے اور اس کی ساری ذمہ داری دو بڑی سرمایہ پرست جماعتوں کانگریس اور مسلم لیگ پر عائد ہوتی ہے اور یہی وہ بڑی وجہ ہے جس نے احرار اور مسلم لیگ کے راستے جدا جدا کر دیئے ہیں۔ کہ مسلم لیگ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے بغیر صفر ہے اور مجلس احرار اسلام کے معاشی نظام کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ اسلام کے سیاسی نظام

کے نفاذ میں اسلام کا معاشی نظام ہی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ پاکستان کے پاک وشفاف پانی میں جاگیرداری اور سرمایہ داری کا کتا گرا ہوا ہے۔ جب تک یہ کتا باہر نہیں نکالا جاتا آپ جمہوریت کے ذریعے خواہ اس کنویں سے کتنا ہی پانی نکالتے رہیں ' پانی پاک نہیں ہوگا۔ مصور پاکستان علامہ اقبالؒ نے بھی یہی کہا تھا ؎

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی — یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے
وہ حکمت ناز تھا جس کو خردمندانِ مغرب کو — ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغ کارزاری ہے
تدبّر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا — جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

علامہ اقبالؒ ساری عمر مسلم لیگ سے اس بات کا مطالبہ کرتے رہے کہ وہ قوم کے سامنے معاشی پروگرام پیش کرے۔ لیکن مسلم لیگ کو اپنے معاشی پروگرام کا اعلان نہ کرنا تھا اور نہ ہی اس نے ایسا کیا۔ کیونکہ مسلم لیگ اس حقیقت سے آشنا تھی کہ اگر معاشی پروگرام کی زد جاگیرداروں اور سرمایہ پرستوں پر نہیں پڑتی تو کوئی بھی اسے معاشی پروگرام تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا اور اگر معاشی پروگرام کی زد میں مسلم لیگ کے ٹوانے، نون گکھڑ، خان بہادر اور نواب بہادر آ گئے تو پھر مسلم لیگ کے کشکول میں ووٹوں کی بھیک کون ڈالے گا۔ ووٹوں کی دولت تو اسی زر پرست ٹولی کی جیب میں ہے۔ اقبال مسلم لیگ کو اپنا معاشی پروگرام قوم کے سامنے پیش کرنے کی ترغیب کیوں دیتے رہے؟ دراصل ان کی نگاہ دور تک آنے والے حالات کو دیکھ رہی تھی۔ وہ انسانی زندگی میں معاشیات کی اہمیت سے پوری طرح آشنا تھے اور نظریۂ انفرادیت واشتراکیت کے ضرر رساں پہلوؤں کو خوب جانتے تھے۔ ان کے دل ودماغ کو اسلام کے معاشی پروگرام کی صداقت پر لازوال یقین تھا۔ وہ جانتے تھے کہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اس کے اعلان اور اس پر عمل کرنے سے جاگیرداروں اور سرمایہ پرستوں کی وہ گرفت معاشرے پر نہیں رہے گی اور اس کے بعد ایک ایسا معاشرہ جنم لے گا' جس سے نیکی شرافت، خوشحالی، خلوص، آسودگی، راحت، ہمدردی، محبت اور تعاون کی فضا قائم ہوگی۔ غریب اور ناتواں طبقہ بھی سکھ کا سانس لینے کے قابل ہو جائے گا۔ اس طرح یہ غریب طبقہ بھی ناداری اور مفلسی سے نجات حاصل کرلے گا جو نہ جانے کب سے ظلم کی چکی میں پستا چلا آ رہا ہے۔ آج کے پاکستان پر نگاہ دوڑائیے، اپنے گردوپیش کی سیاسی، معاشرتی اور معاشی صورت حال کا جائزہ لیجئے' ان تمام تر خراب صورتِ حالات کی اصل وجہ سرمایہ درانہ نظام معیشت ہے۔ جس کے خلاف مجلس احرار اسلام پچھلی پون صدی سے اس دھرتی پر کام کر رہی ہے اور کرتی رہے گی خواہ اس کے نتائج کچھ بھی ہوں:

رموزِ عشق وہی ہے جنوں کا رنگ وہی — وہی ہے فقر کی مستی میری ترنگ وہی
زمانہ اور بھی بدلے گا ایک بار ابھی — وہی ہے نظم معیشت بنائے جنگ وہی
جنون وعقل میں اَن بن وہی پرانی ہے — کماں وہی ہے، نشانہ وہی، خدنگ وہی
بدل سکا نہ زمانہ میرا طریقِ جنوں — وہی جو لَے تھی پرانی نوائے جنگ وہی
میرے ضمیر کی دنیا ہے مطمئن خالدؔ — جہانِ ظرف میں بجتا ہے جلترنگ وہی